علی محسن صدیقی

عرب قبل الاسلام کے سیاسی حالات

گزشتہ سے پیوستہ

۵۔ حرب داحس : یہ جنگ دو مضری قبیلوں بنو عبس اور بنو ذبیان کے مابین گھوڑ دوڑ میں بے ایمانی کی وجہ سے ہوئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بنو عبس کے سردار قیس بن زہیر کے پاس داحس نامی گھوڑا تھا بنو ذبیان کے رئیس حذیفہ بن بدر اور حمل بن بدر فزاری کے پاس ایک گھوڑی غبراء نام کی تھی۔ قیس بن زہیر اور حذیفہ بن بدر کے درمیان سو سو اونٹوں کی شرط پر داحس و غبراء میں گھڑ دوڑ کی ٹھہری اس کے لئے میدان مسابقت کا تعین کیا گیا اور وقت مقررہ پر گھڑ دوڑ کا آغاز ہوا بنو ذبیان کے رئیس حمل بن بدر اور اس کے بھائی حذیفہ بن بدر فزاری نے کمین گاہوں میں آدمی چھپا رکھے تھے کہ اگر داحس آگے نکل جائے تو اسے روک لیں۔ ان لوگوں نے داحس کے آگے رکاوٹ کھڑی کر کے اس کے منہ پر مارا جس سے وہ رک گیا اور مسابقت میں پیچھے رہ گیا اور غبراء اس سے آگے نکل گئی۔ جب شرط کے اونٹ کا سوال اٹھا تو بنو عبس نے اپنے حریف کی جیت سے انکار کر دیا۔ اس وعدہ خلافی اور دھوکہ دہی کے سبب عبس و ذبیان میں قبائلی لڑائیوں کے سلسلے شروع ہوئے۔ ان معرکوں کو حرب داحس کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ عربی زبان کے مشہور شاعر عنترہ بن شداد عبسی نے ان لڑائیوں میں بڑا نام پایا۔[۱]

۶۔ حرب فجار : ایک جنگ میں ایک فریق قریش اور کنانہ تھے اور فریق ثانی قیس عیلان کا مشہور قبیلہ ہوازن تھا یہ چار لڑائیاں ہیں ان کا سبب یہ ہوا کہ حیرہ کے عجمی رؤساء ہر سال حج کے موقع پر عکاظ کے بازار میں فروخت کے لئے اپنا مال بھیجتے تھے اس کی حفاظت قبائل عرب میں سے کوئی باعزت سردار کرتا تھا اور اس کے عوض اسے راہ داری (خفارہ) کے بطور کچھ رقم ملتی تھی۔ ایک سال

[۱] المختصر فی اخبار البشر ا: ۷۸، ۷۹ والکامل فی التاریخ ا: ۳۴۳ - ۳۵۴ (ملخصًا)

جب حیرہ سے سامان تجارت روانہ ہونے لگا تو بنوکنانہ کے ایک شخص براض بن قیس نامی نے اسے اپنی حفاظت میں عکاظ تک لانا چاہا۔ مگر چونکہ یہ شخص نہایت شریر تھا اور اسے اس کے قبیلے نے ذات باہر (خلیع) کردیا تھا اس لئے قیس بن عیلان کے سردار عروہ بن عتبہ بن کلابی نے اس کے تقرر پر اعتراض کیا اور شاہان حیرہ سے براض کا معاہدہ ختم کرکے خود اپنی حفاظت میں سامان تجارت لے کر مکہ روانہ ہوا۔ براض بن قیس کو یہ بات ناگوار گزری وہ پیچھے لگا رہا اور موقع ملتے ہی عروہ بن عتبہ کلابی کو قتل کرکے سارا مال لوٹ لیا اور خیبر جاکر روپوش ہوگیا براض نے اتنی چالاکی ضرور کی کہ خفیہ طریقے سے اس حادثے کی اطلاع قریش کو پہنچا دی۔ قریش عکاظ کے بازار سے نہایت عجلت میں نکل کھڑے ہوئے اور مکہ کی جانب چل پڑے مگر اسی اثناء میں ہوازن (قیس عیلان) کو اس کی اطلاع مل گئی کہ ان کا سردار عروہ بن عتبہ کلابی ایک کنانی براض بن قیس کے ہاتھوں مارا گیا ہے۔ اور شاہان حیرہ کا اسباب تجارت بنوکنانہ کے لوٹ میں آیا ہے۔ انھوں نے قریش کا تعاقب کیا اور مکہ کے قریب نخلہ کے مقام پر قریش کو جالیا۔ معمولی قتال کے بعد جس میں ہوازن (قیس عیلان) کو جزوی کامیابی ہوئی قریش حدود حرم میں داخل ہونے میں کامیاب ہوگئے اور یوں لڑائی موقوف ہوگئی دوسرے اور تیسرے سال پھر لڑائی ہوئی اور آخری لڑائی چوتھے سال عکاظ کے مقام پر فریقین میں ہوئی۔ قریش، کنانہ اور احابیش کا سردار حرب بن امیہ تھا اور قیس عیلان کا سردار ابو براء بن عامر بن مالک تھا۔ اس لڑائی میں قریش کو بڑی کامیابی ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سن شریف اس وقت ۱۵، ۱۴، ۲۰ سال کے قریب تھا آپ نے اس میں اس حد تک شرکت کی کہ اپنے چچاؤں کو تیر اٹھا اٹھا کر دیتے تھے۔ اس کے بعد فریقین میں اس شرط پر صلح ہوگئی کہ مقتولین کا شمار کیا جائے۔ اور جس فریق کے مقتولوں کی تعداد زیادہ نکلے اسے ان کے عوض دیت ادا کی جائے۔ یہ لڑائیاں اشہر حرم یعنی ایسے مہینوں میں لڑی گئی جبکہ عربوں میں جنگ کرنا حرام سمجھا جاتا تھا اس لئے انھیں برائی اور گناہ کی بات سمجھا گیا اور حرب فجار کے نام سے موسوم کیا گیا [۳۱]

۷۔ **جنگ ذی وقار:** سرحد عراق پر آباد قبائل بکر بن وائل اور ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز

---

[۳۱] السیرۃ النبویہ ۱: ۱۹۵-۱۹۸- و محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ ۱: ۱۲۶- ۱۲۸ مطبوعہ دار صادر بیروت ۱۳۷۷ھ

کی فوجوں سے جس کی قیادت ایرانی سپہ سالار ہرمز کر رہا تھا جس کی مدد حیرہ کے باج گذار عرب رئیس ایاس بن قبیصہ طائی کے دستے بھی تھے۔ عراق و عرب کے سرحدی مقام ذی قار پر فیصلہ کن جنگ ہوئی۔ بنو بکر کا سردار ہانی بن قبیصہ بن ہانی بن مسعود تھا۔ اس جنگ میں عربوں نے ایرانی فوجوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا اور پہلا موقع تھا کہ ایرانی سیادت کے بت کو عربوں نے توڑا۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس واقعہ کی اطلاع ملی تو آپ نے مسرت کا اظہار فرمایا اور ارشاد فرمایا یہ پہلی جنگ ہے جس میں ایرانیوں سے عربوں نے بدلہ چکایا ہے اس کے بعد بنو بکر اور ایرانیوں کی لڑائیاں سرحدی جھڑپوں کی صورت میں جاری رہیں تاآنکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں عربوں نے ایرانی علاقوں پر باقاعدہ فوج کشی کی۔ جنگ ذی قار کا سبب یہ تھا کہ آخری لخمی سردار حیرہ نعمان بن منذر سے خسرو پرویز سے ناراض ہو گیا اور اسے اپنے پاس بلا بھیجا نعمان نے ایران جاتے ہوئے اپنے اسلحے بنو بکر کے سردار ہانی بن قبیصہ بن ہانی بن مسعود کے پاس امانت کے طور پر رکھوا دیئے۔ خسرو پرویز نے نعمان کو قید کر دیا اور اسیری کی حالت میں وہ قید حیات سے آزاد ہو گیا اس کے بعد شہنشاہ ایران نے اس کے اسلحے بنو بکر سے مانگے۔ بنو بکر نے انھیں دینے سے انکار کر دیا۔ خسرو پرویز نے تادیبی لشکر بھیجے جنھیں عربوں کے ہاتھوں شکست ہوئی تو ایک بڑا لشکر ہرمز کی کمان میں روانہ کیا جسے عربوں نے ذی قار کے مقام پر ٹکڑے ٹکڑے کر کے ایرانی بالادستی کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا۔ [۳۲]

ملوک غسان عرب قدیم کے انساب کے ماہرین کا بیان ہے کہ قحطان کی ایک شاخ بنو کہلان کو کاہنوں سے یہ پتہ چل گیا کہ یمن کا مشہور آبی بند سد مآرب ٹوٹنے والا ہے اس لئے یہ لوگ یمن سے نکل کر شمالی عرب چلے آئے۔ انھیں کہلانیوں میں جفنہ بن عمرو بن عامر (مزیقیاء) بھی تھا جو شام کی جانب ہجرت کر گیا۔ مگر ہجرت سے پہلے یہ اور اس کے ہم قبیلہ کہلانی تہامہ میں نہر غسان کے کنارے آباد تھے اور بعد میں اسی نسبت سے ان کو شہرت ہوئی۔ تہامہ سے چل کر یہ لوگ مشارف شام میں آئے قضاعہ کے جو قبائل یہاں آباد تھے ان سے انھوں نے جنگ کی اور ان پر غالب رفتہ رفتہ انھوں نے اپنی حکومت

۳۲ے تاریخ الرسل والملوک ۲: ۱۹۳ : ۲۱۲ و الکامل فی التاریخ ۱: ۲۸۵ - ۲۹۱ (ملخصاً)

قائم کرلی اور سلطنت روم کے باج گزار کی حیثیت سے سارے علاقے پر ان کی بالادستی قائم ہوگئی حوران کے قریب بُصریٰ کا شہر غسانیوں کا دارالحکومت قرار پایا۔ یہ لوگ جو ابتداء میں بادیہ شام میں آباد ہوئے تھے، بلقاء اور اذرح تک پھیلے اور تمام مشارف شام کو زیرنگیں کرنے کے بعد سارے شام فلسطین و لبنان میں ان کے اثرات پھیل گئے۔ انھوں نے یہاں محل، دیر (گرجا) شہر اور گاؤں آباد کئے پل بنائے اور آب پاشی کی غرض سے نہروں کی اصلاح کی۔[۴۳]

غسان اور انھیں کی طرح ان قبائل کو جو شمالی عرب میں آباد ہوئے اور یہاں انھوں نے اپنی حکومتیں قائم کیں اور جن میں قضاعہ کے قبائل بھی شامل ہیں۔ قدیم علمائے انساب قحطانی النسل اور یمنی الموطن قرار دیتے ہیں مگر محدثین اور علمائے جدید نے ان کے اسمٰعیلی اور شمالی عرب ہونے پر نقلی وعقلی دلیلیں قائم کیں ہیں اور آل غسان کو ثابت بن اسمٰعیل کی نسل سے ثابت کیا ہے۔

جہاں آل غسان کے نسب سے متعلق یہ اشتباہ چلا آتا ہے کہ ایا دورکا عیلی عرب تھے یا قحطانی عرب، وہیں ان کی مدت حکومت کے بارے میں بھی اختلافات ہیں۔ قدیم مسلمان جغرافیہ نویس و مورخ حمزہ اصفہانی نے آل غسان کے حکمرانوں کی تعداد بتیس[۳۲] اور مدت حکومت چھ سو سال بتائی ہے۔ مورخ مسعودی نے غسانی حکمرانوں کی تعداد دس۔ ابن قتیبہ نے گیارہ اور جرجانی نے نو بتائی ہے عہد جدید کے مستشرق نولاکی نے یونانی و سریانی ماخذات کی بناء پر یہ رائے قائم کی ہے کہ غسانی حکمرانوں کی تعداد دس اور مدت حکومت کوئی سوا سو سال کے قریب ۵۰۰ء سے ۶۲۶ء تک ہے۔

یہ درست ہے کہ حمزہ اصفہانی کے بیان کردہ ۳۲ بادشاہوں میں سے بعض ناموں میں تکرار ہے اور ایک ہی باپ کے چھ بیٹوں کی چورانوے سالوں تک حکومت کا اعادہ بھی موجود ہے جو کسی صورت سے درست نہیں کہا جاسکتا۔ بطلیموس کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آل غسان تہامہ میں دوسری صدی عیسوی تک مقیم تھے۔ یہ بھی معلوم ہے کہ ان کی حکومت کا زوال ۶۳۳ء میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ہوا۔ اس لئے آل غسان کی حکومت کا ابتدائی زمانہ تیسری صدی عیسوی فرض کرکے ان کی مدت حکومت چار سو سال کے قریب قرار پاتی ہے اور یہی مشہور

---

[۴۳] العبر و دیوان المبتداء والخبر ۲ : ۲۷۹-۲۸۲ (ملخصاً)

جغرافیہ نویس ومورخ ابوالفداء کی بھی رائے ہے ۔ لولاکی کا بیان یونانی اور سریانی ماخذات پر مبنی ہے اوران روایات میں آل غسان کا ذکر اس وقت آیا ہے جب رومیوں اور ایرانیوں کے مناقشات کا سلسلہ شروع ہوا اور رومیوں نے آل غسان کی مدد حاصل کی اور ایرانیوں نے آل منذر کی ۔ دوسرے الفاظ میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ آل غسان کی تاریخ یونانی وسریانی تحریروں میں رومیوں کے سیاسی اتحادی کی حیثیت سے قریب قریب سوا سو سال کے لگ بھگ نمایاں نظر آتی ہے اور اسی مدت کو اس خاندان کی کل مدت حکومت فرض کرنا درست نہیں معلوم ہوتا کیونکہ یہ مدت رومیوں اور ایرانیوں کے تنازعات کی مدت ہے اور اسی حیثیت سے آل غسان کا ذکر ان کی تحریروں میں کیا گیا ہے ۔

بہرکیف غسانی رئیس جبلہ جو ۵۰۰ء میں برسر اقتدار آیا اس کے رومیوں سے تعلقات قائم ہوئے اس کا بیٹا حارث بن جبلہ ۵۶۹ء تک حکمران رہا اس کے بعد نعمان بن منذر ۵۸۳ء تک بادشاہ رہا ان غسانیوں کے حیرہ کے لخمیوں سے مناقشات کے سلسلے جاری رہے اور رومیوں اور ایرانیوں کے جنگوں میں یہ بھی اپنے آقاؤں کے ساتھ شریک ہوتے رہے ۔ اسی طرح شمال کے عرب قبائل پر اپنے سیاسی اثرات قائم کرنے میں بھی غسانی لخمیوں کے حریف تھے ۔ عرب شعراء ان کے درباروں میں جاتے ، ان کی تعریف میں قصیدے پڑھتے اور قبائلی تنازعات میں ان سے مدد طلب کرتے[۲۴]

ملوک مناذرہ جس طرح مشارف شام میں غسانی رومیوں کے باج گذار تھے اسی طرح عراق میں لخمی امراء ایرانیوں کے ماتحت تھے اور انھیں خراج ادا کرتے تھے ۔ ان کا پایہ تخت حیرہ کا شہر تھا ۔ ان حکمرانوں کا تعلق قضاعہ کی شاخ تنوخ سے تھا ۔ عرب کے قدیم ماہرین انساب کا ان کے متعلق بھی یہ خیال ہے کہ ان لوگوں کا نسلی تعلق یمن کے قحطانیوں سے تھا ۔ مگر اب اس خیال کی تغلیط ہو چکی ہے اور اس خاندان کا تعلق بھی عدنانی عربوں سے ہے ۔ قضاعہ کے قبائل معد بن عدنان کی نسل سے شمار کئے گئے ہیں اور ان کی تمام شاخیں بشمول بنو تنوخ ولخم عدنانی قرار دی گئی ہیں ۔ حیرہ کے تنوخی خاندان کا پہلا حکمراں جذیمۃ الابرش تھا اس کے بعد اس کا خواہرزادہ عمرو بن عدی بادشاہ

---

[۲۴] ارض القرآن ۲ : ۸۸-۹۰ ، ابن قتیبہ ، المعارف ص ۶۴۰-۶۴۴ ، مطبوعہ دارالکتب العربی مصر ۱۹۶۰ء المختصر فی اخبار البشر ، ۱ : ۷۲ ، ونولاکی امراء غسان (ترجمۂ عربی از جوزی وزریق) بیروت ۱۹۳۳ء ص ۳ ومابعد ۔

ہوا۔ اس کا نسلی تعلق بنو کنان کی شاخ بنو لخم سے تھا۔ بعد کے سارے فرمانروا اسی کے قبائل تھے اسی لئے حیرہ کے ان حکمرانوں کو بنو لخم اور لخمی کہتے ہیں اور چونکہ اسی خاندان کے متعدد دبار منذر نام کے گذرے ہیں اسی لئے انھیں مناذرہ (منذر کی جمع) بھی کہا جاتا ہے اور پایہ تخت کی نسبت سے یہ لوگ شاہان حیرہ بھی کہلاتے ہیں۔

حیرہ کے ان بادشاہوں کی تاریخ مربوط صورت میں حیرہ کے کلیساؤں میں محفوظ تھی جس سے مسلمان مورخین نے کام لیا اور ان کی تاریخ واضح خطوط پر مرتب کی۔ اس خاندان کا دائرہ اقتدار سرحدات عراق کے علاوہ بحرین اور یمامہ تک پھیلا ہوا تھا۔ ان کے بائیس بادشاہوں نے ۳۶۴ سال تک حکومت کی۔ ان میں مشہور حکمران عمرو بن عدی (۲۶۸ء تا ۲۸۸ء) منذر بن نعمان اعور (۴۳۱ء تا ۴۷۳ء) منذر بن امراء القیس المقلب بماء السماء (۵۱۰ء تا ۵۳۳ء) عمرو بن ہند (۵۳۳ء تا ۵۷۳ء) نعمان بن منذر ابو قابوس (۵۸۵ء تا ۶۱۳ء) گزرے ہیں۔ آخری حکمران نعمان بن منذر ابو قابوس سے خسرو پرویز نے ناراض ہو کر اسے مدائن بلا کر قید کر دیا اور یوں اس خاندان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

ملوک مناذرہ کا پایہ تخت حیرہ کوفہ سے تین میل کے فاصلے پر مغربی فرات کے کنارے واقع تھا۔ بنو لخم نے یہاں عالی شان محلات، باغات اور نہریں بنائیں یہ شہر اس عہد کی عربی تہذیب کا مرکز بن گیا۔ مناذرہ کا بادیۂ عراق، نجد، حجاز و بحرین کے عربوں پر بڑا اثر تھا۔ ان کا دربار عربی شعراء و رؤساء کا مرجع تھا اور ان کا تجارتی سامان اندرون عرب کے بازاروں میں میلوں کے موقعوں پر لا کر فروخت کیا جاتا تھا۔[۳۵]

ملوک کندہ نسابین کا بیان ہے کہ قبیلہ کندہ کا تعلق بنو کہلان سے ہے۔ مگر ایسا نہیں ہے۔ یہ قبیلہ لسانی، مذہبی اور نسلی اتحاد کے باعث عدنان الاصل ہے بنو کندہ ابتدا میں بحرین اور مشقر میں آباد تھے یہاں سے قبائلی خانہ جنگیوں کے باعث انھیں حضر موت جلا وطن ہونا پڑا جہاں انھوں نے کندہ نامی شہر میں قیام کیا۔ اور آل حمیر کے ساتھ تعلقات قائم کر لئے۔ تبابعہ یمن میں حسان نے جو بنو کندہ کے سردار حجر کا ماں جایا بھائی (اخیافی) تھا اسے تمام قبائل معد کا بادشاہ بنا دیا۔ حجر کا

---

۳۵ الکامل فی التاریخ ۱: ۲۹۲، ۲۹۳، والعبر و دیوان المبتداء والخبر ۲: ۲۶۲ :۲۷۱ (ملخصًا) والمختصر فی اخبار البشر ۱: ۷۰۔

پورا نام حجر بن عمرو اور لقب آکل المرار تھا۔ حجر بن عمرو نے حیرہ کے لخمیوں سے جنگ کرکے بلاد بکر بن وائل اور نجد کے علاقے چھین لئے اور نہایت شان سے قبائل معد پر حکومت کی۔ حارث بن عمرو کندی کے دور حکومت میں بنو حمیر کی حکومت یمن سے ختم ہوگئی اور ان کے بجائے اہل حبش کی حکومت قائم ہوگئی اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بنو کندہ کی طاقت کمزور پڑ گئی اور ان کو اگلا سا اقتدار پھر حاصل نہ ہوا۔ ایرانی بادشاہ قباد نے لخمی سردار منذر بن ماء السماء سے ناراض ہوکر اسے معزول کردیا۔ اس سے حیرہ میں سیاسی بدنظمی پھیل گئی جس سے فائدہ اٹھاکر بنو کندہ کے رئیس حارث بن عمرو نے حیرہ پر قبضہ کرلیا۔

بنو کندہ کے اقتدار کا نہایت تابناک دور تھا مگر تا دیر قائم نہ رہ سکا اور جلد ہی ختم ہوگیا۔ قباد کے جانشین نوشیرواں نے اس بات کو پسند نہ کیا اور حارث بن عمرو کو اس کی نئی سلطنت سے سبکدوش کرکے منذر بن ماء السماء کو دوبارہ تخت حیرہ پر متمکن کردیا۔ یہ سارا انتظام اتنی عجلت میں ہوا کہ حارث بمشکل اپنے اہل خاندان اور ذاتی مال و اسباب کے ساتھ عرب بھاگ سکا۔ خاندان شاہی کے دوسرے افراد حیرہ ہی میں پھنس کر رہ گئے۔ جنھیں لخمیوں نے بیدردی سے کردیا۔ اس پر اس داستان کا خاتمہ نہ ہوا بلکہ منذر بن ملوک کندہ کے پیچھے پڑا رہا تاآنکہ ان کے آخری حکمران حجر بن حارث کندی کو اس نے قتل کرادیا۔ عربی زبان کا مشہور شاعر امراء القیس جو حجر بن حارث کندی کا بیٹا اور وارث تھا قبائل عرب میں جان بچاتا اور بھٹکتا رہا آخر میں روم کے قیصر کے ہاں ملوک حیرہ کے خلاف مدد کی درخواست لے کر گیا اور وہیں غلط فہمی کا شکار ہوکر جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ اس کے ساتھ ہی کندہ کی شاہی بھی ختم ہوگئی۔ کندہ کے روساء میں حجر بن عمرو آکل المرار (متوفی ۴۵۰ء) عمرو بن حجر (متوفی ۴۹۰ء) حارث بن عمرو (متوفی ۵۴۰ء) اور حجر بن حارث (متوفی ۵۵۰ء) شہرت کے اعتبار سے دوسرے روساء سے ممتاز ہیں۔ اس خاندان کے آخری چشم و چراغ اور عربی زبان کے نامور شاعر امراء القیس نے دشتِ غربت میں انقرہ کے قریب ۵۶۰ء میں زہر کے اثر سے انتقال کیا[۳۶]۔

مکہ کی شہری ریاست مضر کی مشہور شاخ بنو کنانہ ہے، اس میں فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ جس کا لقب قریش ہے سب سے زیادہ نام آور ہوا۔ قریش کا وطن حجاز کا شہر مکہ تھا

---

۳۶ المختصر فی اخبار البشر ۱: ۷۴ و العبر و دیوان المبتداء والخبر ۲: ۲۷۳ - ۲۷۶

نگراں کو بنو خزاعہ نے دبا رکھا تھا اور خانہ کعبہ کی تولیت اور شہر کی حاکمیت انھیں کے قبضے میں تھی۔ پانچویں صدی عیسوی کے آغاز میں قریش کے جواں مرد قصی نے بنو خزاعہ کے سردار حلیل بن حبشیہ کی موت کے بعد خانہ کعبہ کی سوانت پر قبضہ کرکے بنو کنانہ و قضاعہ کی مدد سے بنو خزاعہ کو مکہ سے نکال دیا اور اپنی قوم کو جو مکہ کے ارد گرد منتشر تھی شہر اور اس کے مضافات میں آباد کیا۔ جو شاخیں شہر میں آباد ہوئیں قریش البطائح کہلائیں جو مضافات شہر میں رہیں قریش الظواہر کے نام سے موسوم ہوئیں۔ قصی نے مکہ میں ایک شہری ریاست قائم کی[۳۷] جو ایتھنز اور اسپارٹا کے طرز پر تھی۔ ان یونانی ریاستوں کی طرح مکہ کے اطراف بھی ایک ماتحت سرزمین تھی جسے حرم کہتے تھے۔ اور جو تخمیناً سوا سو مربع میل پر مشتمل تھی[۳۸] اس شہری ریاست میں سترہ عہدے تھے جو قریش کے دس بطون (شاخوں) میں منقسم تھے۔ ظہور اسلام کے وقت ان کی تفصیل یوں تھی:-

۱- مذہبی عہدے

نمبر شمار	نام عہدہ	توضیح عہدہ	نام قبیلۂ عہدہ دار
۱	سقایہ	(حاجیوں کے لئے پانی کا انتظام)	بنو ہاشم
۲	عمارۃ (البیت)	(خانہ کعبہ کا عمومی انتظام)	بنو ہاشم
۳	رفادۃ	(حاجیوں کے لئے کھانے کا انتظام)	بنو نوفل
۴	سدانۃ	(خانہ کعبہ کی پروہتی اور کلید برداری)	بنو عبدالدار
۵	حجابۃ	(خانہ کعبہ کی دربانی اور رکھوالی)	بنو عبدالدار
۶	ایسار	(بتوں سے استخارہ کی خدمت)	بنو جمح
۷	اموال محجرہ	(بتوں کے نذرانوں اور جائیدادوں کا انتظام)	بنو سہم

۳۷ے السیرۃ النبویہ ۱: ۱۲۲- ۱۲۴- ۱۳۰- ۱۳۷ و الطبقات الکبریٰ ۱: ۶۶- ۷۳

۳۸ے ڈاکٹر محمد حمید اللہ، عہد نبوی میں نظام حکمرانی ۱: ۲۶، مطبوعہ مکتبہ ابراہیمیہ، حیدرآباد دکن طبع دوم

٤٠

۲۔ عدالتی عہدے

نام قبیلہ عہدہ دار	توضیح عہدہ	نمبر شمار۔ نام عہدہ
بنو عبدالدار	(دار الندوہ یعنی مشورہ گاہ کا انتظام)	۸ ندوۃ
بنو اسد	(امور مہمہ میں مشورہ لینا)	۹ مشورۃ
بنو تیم	(خون بہا، جرمانہ اور تاوان کا انتظام)	۱۰ اشناق
بنو سہم	(مقدمات کا فیصلہ کرنا)	۱۱ حکومتہ

۳۔ جنگی عہدے

بنو عبدالدار	(نشان قومی کی علم برداری)	۱۲ عقاب (لواء)
بنو مخزوم	(فوجی معسکر اور سامان جنگ کا انتظام)	۱۳ قُبۃ
بنو مخزوم	(سواروں کے رسالے کی سپہ سالاری)	۱۴ اعنۃ
بنو عدی	(سفارت اور قبائل کے مقابلے میں منافرت)	۱۵ سفارت
بنو عبدالشمس (بنوامیہ و بنو ربیعہ)[۳۹]	(فوج کی سپہ سالاری)	۱۶ قیادت

مندرجہ بالا عہدوں کے علاوہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ عثمانی صاحب نے ذیل میں درج کئے ہوئے عہدوں کا بھی تذکرہ کیا ہے:۔

نوعیت عہدہ	نام قبیلہ عہدہ دار	توضیح عہدہ	نام عہدہ	نمبر شمار
مذہبی	بنو ہاشم	(خانہ کعبہ پر چڑھاوے کی شیریتی)	حلوان النفر	۱۷
مذہبی		(ہر تیسرے سال تیرہویں مہینے کا بطور کبیسہ اضافہ کرنا اور اسکا اعلان کرنا)	نسئ	۱۸
			افاضۃ	۱۹
			اجازۃ	۲۰

[۴۰]

---

[۳۹] ارض القرآن ۲: ۱۱۷ و ۱۱۸ و عہد نبوی میں نظام حکمرانی ۱: ۳۳ و جرجی زیدان، تاریخ التمدن الاسلامی ۳: ۳۷، ۳۸ دار الہلال مصر ۱۹۵۸ء۔ [۴۰] عہد نبوی میں نظام حکمرانی ۱: ۲۲۸ و ۳۱۔

(جاری ہے)